خاتونِ مسلم کیلئے قیمتی ہدیہ !

اَلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ - عن ام سلمة -

ترجمہ: جس عورت کا خاوند مر جائے وہ نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ گلابی (گیرو والا) خوشبو لگائے نہ زیور پہنے، مہندی لگائے نہ سرمہ"!

اتنی جلدی نہ بھول جائیے!

یہ عورت پر یہ پابندیاں بظاہر یوں محسوس ہوتی ہیں کہ اس غمزدہ خاتون کو اسلام دل بہلانے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ مرے کو مارے شاہ مدار، والی بات دکھائی دیتی ہے۔ مگر واقعہ یہ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جوڑے میں سے کسی ایک رفیقِ سفر کا بچھڑ جانا، اگر کوئی محسوس کرے تو یہ ایک بہت بڑا حادثہ اور سانحہ بھی ہے۔ حق یہ ہے کہ چند ماہ رفاقت کی یادوں کا ضرور احترام کیا جائے اور جانور سے کچھ اونچا کردار پیش کیا جائے۔ اس حد تک تو یہ ایک اخلاقی ضرورت ہے اس لیے خاوند بھی اگر جلدی نہ کرے تو یہ اس کے لیے مناسب بھی ہے اور قرین اخلاق بھی۔

عورت کے لیے اس اخلاقی پابندی کو قانونی حیثیت دینے کا جو اضافہ کیا گیا ہے وہ صرف "استبراء رحم" کے لیے ہے۔ کہ پہلے شوہر کی طرف سے رحم میں کوئی بچہ ہو تو اس کا پتہ چل جائے کیونکہ اس صورت میں اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور نسب جس کا ہے اسی کا رہے گا کیونکہ حالات بدل جانے سے احکام اور حقوق کا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ حقدار حق سے محروم ہو جاتا ہے اور جو حقدار نہیں ہوتا وہ حقدار بن جاتا ہے۔

چونکہ عدت کے دن خاصے صبر آزما ہوتے ہیں، اگر اس کے ساتھ اسے ہار سنگار کی بھی اجازت مل جائے تو یہ انتظار کی گھڑیاں اس کے لیے مزید دوبھر ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے گھر سے بھی نکلنے کی اجازت نہیں دی جارہی کیونکہ اختلاط اور ہار سنگار بے صبری کے دنوں کو مزید بوجھل

کر دیتے ہیں۔ اور اس کی تنہائیوں کے داغدار ہونے کے اندیشے بڑھ جاتے ہیں
ویسے بھی یہ بات انتہائی بدذوقی کی شان ہے کہ اس قدر جانکنی اور تلخ لمحات سے گزرتے ہوئے دلربائیوں کی نمائش کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ شروع کر دیا جائے۔

ح : اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا (ابوہریرہ) صحیح بخاری و مسلم (زبیدی)

ترجمہ : عورتوں کے حق میں میری طرف سے خیر خواہی کی وصیت مانو!"

عورت سے بہتر سلوک کیا جائے عورت کئی اعتبار سے کمزور رہتی ہے، عقل تجربہ، قوت اور دین وایمان کے لحاظ سے عموماً بہ صنف خام رہتی ہے۔ یہ کمی ضرور ہے لیکن وہ موردِ الزام نہیں ہے، کیونکہ اس میں اس کے کسب کو دخل نہیں ہے اور یہ خامی اور کمی قدرت کی طرف سے اس کے ساتھ بے انصافی ہی نہیں ہے کیونکہ اس کے جتنے اور جیسے کچھ شب و روز ہیں اور اس سلسلے میں جتنی اور جیسی کچھ استعداد اور صلاحیت اس کو درکار ہو سکتی ہے اس لحاظ سے یہ کمی ہمارے لحاظ سے تو کمی کہلا سکتی ہے اس کے اپنے اعتبار سے اس کمی کے باوجود جتنی متاعِ عقل و دانش تجربہ اور قوت اس کے حصہ میں آئی ہے وہ وہاں کافی بھی ہے اور وافی بھی کیونکہ اس کو اس کی ضرورت ہی اتنی ہے۔ نسکایوں اور کاروباری لوگوں نے اس کے لیے مزید جو فرائض اور میدان کا تشخص کر لیے ہیں وہ فطری نہیں ہیں۔ اس لیے اس مرحلہ پر اگر اس کو مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے تو وہ ان شکاریوں کی سوءِ تدبیر کا نتیجہ ہے۔ قدرت کی طرف کنجوسی کا انتساب بالکل بے جا الزام ہے۔ بہرحال عورت اپنی اس بے بضاعتی کے باوجود، آپ کے حسنِ معاملہ کی مستحق ہے۔

حدیث کا مندرجہ بالا ٹکڑا ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

پسلی سے تخلیق عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے، سب سے ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہے۔ اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی، اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی۔ تو چاہیے تم عورتوں کے سلسلے میں (خیر خواہی کی) وصیت مانو"

مقصد یہ ہے کہ : وہ جتنے پانی میں ہے، اسی میں گذارہ کرو، اگر چاہو کہ وہ اپنے صنفی فرائض اور نوعی دائرہ کار سے کچھ اونچی ہو کر آپ کے دوش بدوش چلے تو اسے تباہ کر دو گے، یعنی بالآخر بات تفریق پر منتج ہو گی یا وہ زن، زن نہیں رہے گی کیونکہ آپ ان سے جو توقعات رکھتے ہیں اپنی صنفی عصمتوں اور عافیتوں کے ساتھ ان سے عہدہ برآ ہونا ان کے لیے ممکن نہیں ہے، اگر عصمت اور صحت کی قربانی دے کر آپ کے احکام اور خوشنما امور کی تعمیل اور تکمیل کا فریضہ انجام دے گی تو "زن نازن" بھی بن جائیگی

اور آپ کے لیے بھی آپ کی فرحت عذاب ثابت ہوگی —— اور یہی کچھ آج ہو رہا ہے ——

پسلی کا ٹیڑھا ہونا عیب نہیں ہے، بلکہ اس کی یہ کجی محبوب

یہ کجی نہیں کج ادائی ہے کی کج ادائی کی ایک صورت ہے، بشرطیکہ اس کی دوسری نوعی خدمات اقسام ملحوظ رکھا جائے جو اس کا فطری تقاضا ہے۔ آپ اگر پسلی کو اپنی فطری وضع سے بالاتر لے جانے کی کوشش کریں گے تو زندگی عذاب بن جائے گی —— بس اسی طرح عورت کا جو نوعی دائرہ کار یا صنفی خصائص ہیں گو وہ محدود ہیں تاہم وہی اس کا زیور اور حسن ہیں۔ بچے کا بھولا پن ہی بچے کا حسن ہوتا ہے اگر پیدا ہوتے ہی ڈاڑھی مونچھ سے آراستہ ہو جائے اور ازدواجی فرائض کی باتیں کرنے لگے تو کون بدبخت اس سے محبت کرے گا اور کون اس کے بچپن پر جان چھڑکے گا؟

پیغمبر خدا فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حکیمانہ انداز میں، عورت کی خصوصیات اس کے دائرہ کار اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا درس دیا ہے، وہ پیغمبرانہ صداقت کا ایک اچھوتا نمونہ ہے۔

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے برعکس عورتوں کی آزادی کے غم میں آنسو بہاتے رہتے ہیں ان کو غم کے آنسو تصور نہ کیجیے، بلکہ اسے مگرمچھ والے آنسو سمجھئے۔ ان ظالموں نے ان کو گھر سے بازار، بازار سے دفتر اور دفتر سے کلب میں لے جا کر عورت کی نسوانیت کے ساتھ جو مذاق کیا ہے اس پر شیطان اور اس کی ذریت ششدر ہو کر رہ گئی ہے۔ کاش عورت اپنے خیر خواہ اور دشمن میں تمیز کر سکتی اور سوچتی کہ کون اسے گھر کی ملکہ اور شمع بنانے کا متمنی ہے اور کون اسے جنس بازار بنانے پر مصر اور تلا ہوا ہے۔

مسلم معاشرہ میں مسلم ہو کر عورت پر جو ظلم ڈھائے گئے یا ڈھائے جا رہے ہیں ان کو اسلام دشمنوں اور نادان دوستوں نے "اسلام" کی کارستانی قرار دیا ہے، حالانکہ یہ مسلم کا ذاتی کردار ہے، جس پر اسلام لعنت نفرین کرتا ہے۔ عورت کے حق میں جن کمزوریوں اور قصور کو دنیا نے عورت کے لیے ایک عیب اور شخصیت کا روگ تصور کر رکھا ہے اسلام نے انہی امور کو ان کا فطری حسن قرار دیا ہے اور مردوں سے مطالبہ کیا ہے جو امور ان کی رسائی سے پرے ہیں ان کا ان کو طعنہ نہ دیا جائے جس طرح ایک بچے کی نادانیاں بچے کو آپ کی نگاہ میں حقیر نہیں بناتیں۔ اسی طرح ان سے بھی معاملہ کیجیے۔ اگر کچھ امور سے آپ کا دل برا ہوتا ہے تو عموماً ان معاملات کی وجہ سے ہوتا ہے جو ان کے دائرہ کار کی حدود سے ورا ہوتے ہیں، تو یہ قصور آپ کا ہے، خواتین کا نہیں ہے —— اگر فرانش، بچے [illegible] چھاتی کے سوتے دودھ سے خالی ہونا مرد کی کمزوری اور عیب نہیں ہے تو جو امور نوعی حدود سے پرے ہیں اس سلسلے میں ان کی ناکامی سے ان کو کیوں کوسا جاتے؟ بہرحال عورت [illegible] مستحق ہے۔